تفسیر احکام القرآن میں مولانا محمد جلال الدین قادریؒ کا منہج تفسیر: ایک تجزیاتی مطالعہ

The Exegetical Methodology of Maulana Muhammad Jalal al-Din Qadri in Tafsir Ahkam al-Qur'an: An Analytical Study

محمد نعمان*

نزاکت علی**

Abstract

The Holy Qur'an is the final divine revelation of Allah Almighty and the fundamental source of guidance for humanity in both this world and the Hereafter. It contains comprehensive guidance concerning the doctrinal, moral, social, economic, and legal dimensions of human life. The verses of legal rulings (Ayat al-Ahkam) hold a central position in the formulation of the fundamental principles and regulations of Islamic law. To explain the meanings, legal rulings, and juristic implications of these verses, Muslim exegetes have rendered valuable services throughout different periods of Islamic history. Among these works, commentaries devoted specifically to Ahkam al-Qur'an hold particular significance. The scholarly and exegetical tradition of the Indian subcontinent has also produced numerous valuable works on the interpretation and explanation of the verses of legal rulings. In this tradition, "Tafsir Ahkam al-Qur'an" by Maulana Muhammad Jalal al-Din Qadri represents an important scholarly contribution. In this work, the author has drawn upon the Holy Qur'an, Prophetic traditions (Ahadith), reports of the Companions and Successors (Athar al-Sahabah wa al-Tabi'in), and the extensive corpus of Islamic jurisprudence to explain the verses of legal rulings. He has also attempted to clarify various legal issues and their rulings in the light of relevant evidences. The present study, entitled "The Methodology of Tafsir of Maulana Muhammad Jalal al-Din Qadri in Tafsir Ahkam al-Qur'an: An Analytical Study," examines the exegetical principles and methodology adopted by the author. It analyzes his sources of interpretation, his approach to Hadith and juristic reasoning, his method of deriving legal rulings from the verses of the Qur'an, his treatment of differing juristic opinions, and his approach to the preference and evaluation of scholarly views.

Keywords: Ahkam al-Qur'an, Tafsir Methodology, Verses of Legal Rulings, Islamic Jurisprudence, Juristic Interpretation.

تمہید

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کی آخری آسمانی کتاب اور انسانیت کی دنیوی و اخروی رہنمائی کا بنیادی سرچشمہ ہے۔ اس میں انسانی زندگی کے اعتقادی، اخلاقی، معاشرتی، معاشی اور قانونی پہلوؤں سے متعلق جامع ہدایات موجود ہیں۔ قرآن مجید کی آیات احکام اسلامی شریعت کے بنیادی اصول وضوابط کی تشکیل میں کلیدی حیثیت رکھتی ہیں۔ ان آیات کے مفاہیم، احکام اور فقہی دلالات کو واضح کرنے کے لیے مفسرین کرام نے

*پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ ودینیہ، یونیورسٹی آف ہری پور

**پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ ودینیہ، یونیورسٹی آف ہری پور

مختلف ادوار میں تفسیری خدمات انجام دیں، جن میں احکام القرآن کے موضوع پر لکھی جانے والی تفاسیر کو خصوصی اہمیت حاصل ہے۔ برصغیر پاک وہند کی علمی و تفسیری روایت میں بھی آیات احکام کی تشریح و توضیح پر متعدد اہل علم نے قابل قدر کام کیا۔ اسی سلسلے میں مولانا محمد جلال الدین قادریؒ کی تصنیف "تفسیر احکام القرآن" ایک اہم علمی کاوش ہے۔ اس میں مصنف نے آیات احکام کی تشریح کے لیے قرآن مجید، احادیث نبویہ، آثار صحابہ و تابعین اور فقہی ذخیرے سے استفادہ کیا ہے اور مختلف شرعی مسائل کے احکام کو دلائل کی روشنی میں واضح کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس تحقیق "تفسیر احکام القرآن میں مولانا محمد جلال الدین قادریؒ کا منہج تفسیر: ایک تجزیاتی مطالعہ" میں مصنف کے تفسیری اصول و منہج کا تحقیقی جائزہ لیا گیا ہے۔ اس کے تحت ان کے تفسیری مصادر، حدیثی و فقہی طرز استدلال، آیات احکام سے مسائل کے استنباط، اختلافی فقہی آرا کے بیان اور ترجیح کے اسلوب کا تجزیہ کیا گیا ہے۔

احکام القرآن کی تعریف:

"في القرآن الكريم آيات تتضمن الأحكام الفقهية ميزها الفقهاء وفسروها في مصنفات خاصة تعرف ب (أحكام القرآن)"[1]۔

"قرآن کریم کی وہ آیات جو فقہی احکام پر مشتمل ہے انہیں احکام القرآن کہا جاتا ہے فقہاء نے اس موضوع پر اپنی مخصوص تصنیفات بھی مرتب کی ہیں"۔

"آيات تتضمن الأحكام الفقهية التى تتعلق بمصالح العباد فى دنياهم وأُخراهم"[2]۔

"ایسی آیات جو ان فقہی احکام پر مشتمل ہوں جو دنیا و آخرت میں بندوں کے فوائد سے تعلق رکھتی ہوں"۔

احکام القرآن پر لکھی گئی قدیم کتب:

1- تفسير خمسمائة آية من القرآن الكريم لمقاتل بن سفيان-

2۔ مقاتل بن سفیانؒ کے بعد جو دوسری شخصیت ہیں جنہوں نے احکام القرآن پر کتاب لکھی وہ یحیی بن آدم بن سلیمانؒ (م:203ھ) ہیں[3]۔

3۔ پھر اس کے بعد معروف مذاہب کے ائمہ اور ان کے شاگردوں نے اس باب میں لکھنا شروع کر دیا، اب ان میں جن کا نام سب سے پہلے آتا ہے وہ امام محمد بن ادریس شافعیؒ ہیں[4]۔

4۔ احکام القرآن لقاضی ابی اسحٰق[5]۔

5- احکام القرآن الکریم لابی جعفر الطحاوی[6]

6- احکام القرآن لابی بکر الجصاص[7]

7- احکام القرآن لابی الحسن الهراسی[8]

8- احکام القرآن لابی بکر القاضی ابن العربی[9]

احکام القرآن پر اور بھی بہت سی تفاسیر لکھی گئی ہیں لیکن وہ مطبوع نہیں ہیں۔

برصغیر میں احکام القرآن پر لکھی گئی کتب تفسیر:

1۔ تفسیرات احمدیہ[10]۔

2۔ نیل المرام فی تفسیر آیات الاحکام [11]۔

3- تفسیر آیات الاحکام [12]۔

4- تفسیر آیات الاحکام [13]۔

5- تفسیر آیات الاحکام [14]۔

6- تقریب الافهام فی تفسیر آیات الاحکام[15]۔[16]۔

احکام القرآن پر اردو میں لکھی گئی تفاسیر:

1- احکام القرآن للتهانوی[17]۔

2- تفسیر آیات الاحکام [18]۔

3- احکام القرآن [19]۔

4- احکام القرآن [20]۔

آیات احکام کی تعداد:

آیات احکام کی تعداد کے حوالے سے ائمہ سے مختلف اقوال منقول ہیں۔

امام غزالیؒ کہتے ہیں: آیات احکام پانچ سو ہیں، یہ قول امام رازیؒ کا بھی ہے[21]، جبکہ بعض کا کہنا ہے: کہ آیات احکام دو سو پچاس ہیں[22]، امام نجم الدین طوفیؒ کہتے ہیں:

"الصحيح أن هذا التقدير غير معتبر، وأن مقدار أدلة الأحكام في ذلك غير منحصر، فإن أحكام الشرع كما تستنبط من الأوامر والنواهي؛ كذلك تستنبط من الأقاصيص والمواعظ ونحوها،فقل أن يوجد في القرآن آية إلا ويستنبط منها شيء من الأحكام"[23]۔

"صحیح یہ ہے کہ یہ تقدیر غیر معتبر ہے،اور احکام کے دلائل کی مقدار اس میں منحصر نہیں ہے،اس لئے کہ احکام شرعیہ جس طرح اوامر اور نواہی سے مستنبط ہوتے ہیں،اسی طرح قصوں اور نصیحتوں وغیرہ سے بھی مستنبط ہوتے ہیں، قرآن کریم میں بہت کم ہی کوئی ایسی آیت ہو جس سے کوئی حکم مستنبط نہ ہو رہا ہو"۔

اور قول دوم راجح ہے کیونکہ امام زرکشیؒ کہتے ہیں:شائد ان کی مراد وہ آیتیں ہیں جن میں احکام کا صراحتاً ذکر ہے۔اس لئے کہ آیات قصص اور امثال وغیرہ سے بھی بہت احکام مستنبط ہوتے ہیں[24]۔

پھر آگے کہتے ہیں: حکم کی دو اقسام ہیں:

1۔ پہلی قسم وہ ہے جو احکام میں بالکل واضح ہے ہو اور یہ بہت زیادہ ہے اور سورہ بقرہ،نساء،مائدہ اور انعام یہ سورتیں اس جیسے احکام پر مشتمل ہیں۔

2۔ دوسری قسم وہ ہے جو استنباط کے طریقہ سے اخذ کیا جاتا ہو۔پھر اس کی دو قسمیں ہیں:

2.1۔ وہ حکم جو ایک آیت کو دوسری آیت سے ملانے کے بغیر براہ راست ایک آیت سے مستنبط ہو،جیسا کہ امام شافعیؒ نے ان آیات ﴿وَالَّذِينَ هُمْ لِفُرُوجِهِمْ حَافِظُونَ (5) إِلَّا عَلَى أَزْوَاجِهِمْ أَوْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُهُمْ فَإِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُومِينَ (6) فَمَنِ ابْتَغَى وَرَاءَ ذَلِكَ فَأُولَئِكَ هُمُ الْعَادُونَ (7)﴾[25] سے استمناء بالید کی حرمت کا حکم مستنبط کیا ہے۔

2.2۔ دوسری قسم وہ حکم ہے جو ایک آیت کو دوسری آیت سے ملانے سے مستنبط ہو،جیسا کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کا حمل کی کم سے کم مدت چھ ماہ ہونے کا حکم اللہ تعالیٰ کے اس قول﴿ وَحَمْلُهُ وَفِصَالُهُ ثَلَاثُونَ شَهْرًا ﴾[26]اور اس کے ساتھ دوسرا قول﴿ وَفِصَالُهُ فِي عَامَيْنِ ﴾[27] سے مستنبط کیا ہے[28]۔

لہٰذا یہ معلوم ہو گیا کہ یہ تقدیر غیر معتبر ہے،اور احکام کے دلائل کی مقدار اس میں منحصر نہیں ہے۔جیسا کہ اوپر امام نجم الدین طوفیؒ کا قول ذکر ہو گیا۔

مولانا محمد جلال الدین قادریؒ کا تعارف:

نام ونسب: اسم گرامی: محمد جلال الدینؒ۔ کنیت: ابوسعید۔ لقب: مفسر قرآن۔ سلسلہ نسب اسطرح ہے: مولانا محمد جلال الدین قادری بن حضرت مولانا خواج دین بن خدا بخش بن شرف دینؒ۔ آپ کے والد گرامی با عمل عالم دین تھے[29]۔

تاریخ ولادت: تاریخ ولادت: آپ کی ولادت باسعادت 29 جولائی / 1938ء، بروز جمعہ اپنے آبائی گاؤں "چوہدو" تحصیل کھاریاں، ضلع گجرات (پنجاب، پاکستان) میں ہوئی[30]۔

تحصیل علم: حضرت مولانا محمد جلال الدین نے ناظرہ قرآن مجید اور فارسی کی ابتدائی کتابیں اپنے تایا مولانا فضل دین رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ سے پڑھیں۔ مارچ 1958ء میں میٹرک پاس کرنے کے بعد درس نظامی پڑھنے کے لیے پہلے جامعہ غوثیہ نظامیہ وزیر آباد میں داخلہ لیا اور وہیں کتب متداولہ کی تعلیم حاصل کی۔ پھر محدث اعظم پاکستان مولانا محمد سردار احمد رضوی علیہ الرحمۃ سے دورۂ حدیث پڑھ کر فروری 1961ء کو سند فراغت حاصل کی۔[31]

بیعت وخلافت: مولانا محمد جلال الدین 22 جون 1961ء کو مولانا محمد سردار احمد رضوی علیہ الرحمۃ کے دست حق پرست سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ میں بیعت ہوئے۔ اپریل 1965ء میں حضرت مفتیٔ اعظم مولانا مصطفیٰ رضا نوری بریلوی قدس سرہٗ نے اوراد و اشغال، تمام سلاسل اور حدیث کی سند عطا فرمائی[32]۔

وصال: 12 جنوری 2008 کو ہفتہ کے دن مغرب کی نماز کے بعد 6 بج کر 35 منٹ پر فوت ہوئے[33]۔

مولانا جلال الدین قادریؒ کی تفسیر احکام القرآن کا تعارف:

یہ تفسیر سات جلدوں پر مشتمل ہے۔

جلد 1۔ سورہ بقرہ پر مشتمل ہے جس میں 56 ابواب ہیں ہر باب کے اندر مختلف مسائل کا ذکر کیا ہے۔

جلد 2۔ اس جلد میں سورہ آل عمران اور سورہ نساء کی فقہی آیات کی تفسیر ہے، اور اسمیں 66 ابواب ہیں۔

جلد 3۔ اس میں سورہ مائدہ، انعام، اعراف، اور انفال کی تفسیر کی گئی ہے، یہ جلد 59 ابواب پر مشتمل ہے۔

جلد 4۔ یہ جلد سورہ توبہ، یونس اور ہود کی تفسیر پر مشتمل ہے، جلد ہذا میں 36 ابواب ہیں۔

جلد 5۔ جلد پنجم میں سورہ یوسف، رعد، ابراہیم، حجر، نحل، بنی اسرائیل اور کہف کی تفسیر پر روشنی ڈالی گئی ہے، اور اس جلد میں ابواب کی تعداد 55 ہیں۔

جلد 6۔ اسی طرح یہ جلد سورہ مریم، طہ، انبیاء، حج، مومنون اور نور کی تفسیر پر مشتمل ہے، جس میں 32 ابواب ہیں۔

جلد 7۔ ساتویں اور آخری جلد میں سورہ فرقان، شعراء، نمل، قصص، عنکبوت، روم اور لقمٰن کی تفسیر کی گئی ہے، جو 29 ابواب کو جا پہنچتی ہے۔

مولانا محمد جلال الدین قادریؒ کا احکام القرآن میں منہج:

- مصنفؒ ہر آیت کی تفسیر کی بجائے صرف فقہی آیات کی تفسیر کرتے ہیں جیسا کہ پہلی جلد کی ابتداء سورہ بقرہ کی آیت:32 سے کی ہے[34]۔
- مصنفؒ کا اسلوب یہ ہے کہ آیت سے جو مسئلہ مستنبط ہوتا ہے اس مسئلہ کو باب کا عنوان دیتے ہیں، عنوان ذکر کرنے کے بعد اس کے نیچے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھتے ہیں، پھر آیت کریمہ لاتے ہیں، پھر وہ آیت جس سورت سے ہو اس کا نام اور آیت کا نمبر ذکر کرتے ہیں، اور پھر اس کے بعد ترجمہ ذکر کرتے ہیں، جیسا کہ باب نمبر 1 "اباحت اصلیہ" میں ذکر ہے[35]۔
- مصنفؒ آیت کا ترجمہ ذکر کرنے کے بعد "حل لغات" کا عنوان دیتے ہیں، اس عنوان کا مقصد مشکل الفاظ اور کلمات کے لغوی معانی بیان کرنے ہوتے ہیں[36]، جیسا کہ عربی زبان میں احکام القرآن پر لکھی گئی تفاسیر کے مصنفین کا یہ منہج وطریقہ ہے۔
- مصنفؒ حل لغات عنوان کے تحت لغوی معانی ذکر کرنے میں لغات القرآن اور احکام القرآن پر لکھی گئی کتب سے استفادہ کرتے ہیں، اور باقاعدہ طور پر ان کتب کا حوالہ دیتے ہیں، جیسا کہ سورہ بقرہ کی آیت:43 کے ذیل میں لفظ "زکوۃ" کا لغوی اور اصطلاحی معنیٰ ذکر کرنے کے بعد، اسی طرح آیت:114 کے تحت لفظ "خراب" کا معنی ذکر کرنے کے بعد اور اسی طرح سورہ نور آیت:33 کے ضمن میں "إستعفاف" کا لغوی معنی ذکر کرنے کے بعد حوالہ میں لغات القرآن اور احکام القرآن پر لکھی گئی کتب کا حوالہ دیا ہے[37]۔
- اسی طرح مصنفؒ جب کسی کلمہ کی تفسیر کرتے ہیں تو تفسیر کرنے میں قدیم تفاسیر سے خوب استفادہ کرتے ہیں، اور حوالہ میں تمام تفاسیر کا حوالہ ایک ساتھ دیتے ہیں، مثلاً سورہ بقرہ کی آیت:29 میں لفظ "لکم" کی تفسیر کرتے کرتے ہوئے لکھتے ہیں: کہ یہاں پر لام انتفاع کے معنی میں ہے، اور پھر چھ تفاسیر کا اکٹھا حوالہ دیا ہے[38]۔
- جب کسی آیت کا شانِ نزول (آیت کے تحت نازل ہونے کا واقعہ) موجود ہو تو اس واقعہ اور شانِ نزول کو حل لغات کے بعد لاتے ہیں، جیسا کہ سورہ آل عمران کی آیت:7 اور 8 اور سورہ نساء کی آیت:148 کی تفسیر میں حل لغات کے بعد شان نزول کو ذکر کیا ہے[39]۔
- اگر ایک لفظ لغوی معنی کے علاوہ دوسرے معنی میں مستعمل ہو تو اس کی نشاندہی بھی کرتے ہیں، کہ اس کا لفظی معنی تو یہ ہے لیکن یہاں پر یہ لفظ اس معنی استعمال ہوا ہے اور وہ معنی ذکر کرکے اس پر قرآن مجید سے دلائل بھی دیتے ہیں، کہ قران کریم میں ایسی

مثالیں بکثرت سے ملتی ہیں مثلاً سورہ بقرہ کی آیت:231 میں "بلوغ" کا معنی ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں: کہ "بلوغ کا معنی ہے انتہا کو پہنچ جانا مگر قریب پہنچنے کو بھی بلوغ کہہ لیتے ہیں" اور پھر آگے قران کریم سے مثالیں بیان کی ہیں[40]۔

- حل لغات کے تحت جب کسی لفظ کے بارے میں کسی اہل لغت کے امام کا قول موجود ہو تو لغوی معنی ذکر کرنے کے بعد اس کا قول بھی ذکر کرتے ہیں، مثلاً سوہ بقرہ آیت:158 کے تحت لفظ "إعتمر" کا لغوی معنی ذکر کرنے کے بعد امام راغب اصفہانیؒ کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: کہ وہ کہتے ہیں: "ایسی زیارت جس میں محبت کی علامت پائی جائے"[41]۔
- لغوی معنی ذکر کرتے وقت سیر حاصل بحث کرتے ہیں مثلاً سورہ نور کی آیت:33 کے ضمن میں لفظ "غنی" کا معنی ذکر کرنے کے بعد غنی کی تین اقسام بیان کی ہیں، اور پھر ہر ایک قسم پر قرآن وحدیث سے دلیل کو بھی ذکر کیا ہے[42]۔ اسی طرح "ظلم" کے لغوی معنی ذکر کرنے کے بعد اس کی تین اقسام ذکر کی ہیں، اور تینوں اقسام پر قرآن کریم سے دلائل بھی ذکر کئے ہیں[43]۔
- شان نزول ذکر کرنے کے بعد مصنف کا اسلوب یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنی کتاب کے بنیادی اور اہم عنوان کی طرف آتے ہیں جس کا نام انہوں نے "مسائل شرعیہ" رکھا ہے، مسائل شرعیہ عنوان ذکر کرنے کے بعد مصنف کا منہج وطریقہ کا یہ ہوتا ہے کہ اس آیت سے جتنے مسائل اور احکام ثابت ہوتے ہیں ان کو نمبر وار (1۔2۔3۔4الخ) ذکر کرتے ہیں۔ جیسا کہ سورہ بقرہ کی آیت :230-229 میں شان نزول کے بعد ذکر کیا ہے[44]۔
- مسائل شرعیہ ذکر کرتے وقت مصنف ان آیات کی تفسیر قرآن حکیم کی دوسری آیات سے کرتے ہیں، اگر ان کی تفسیر دوسری آیات سے ہو رہی ہو، جیسا کہ سورہ بقرہ کی آیت:29 میں یہ بات ذکر کی ہے کہ:

"دین اسلام میں اشیاء کا مباح ہونا یہ اصل ہے، اگر کوئی چیز ایسی ہے جو حرام ہے تو اس کی حرمت کے لئے دلیل ہو گی، اور پھر اس آیت کی تفسیر سورہ اعراف کی آیت:32 سے کی ہے[45]، جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اشیاء میں اصل اباحت ہے الاّ یہ کہ اس کی حرمت پر کوئی دلیل وارد ہو"۔

- اسی طرح آیت کی تفسیر میں احادیث بھی ذکر کرتے ہیں یعنی اگر آیات کی تفسیر احادیث مبارکہ میں مذکور ہو تو ان کو بھی ذکر کرتے ہیں، مثلاً سورہ بقرہ کی مذکورہ آیت:29 کی تفسیر سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کی صحیح حدیث سے کی ہے: کہ سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے حدیث صحیح میں مروی ہے:

"الحلال ما أحل الله في كتابه، والحرام ما حرم الله في كتابه، وما سكت عنه فهو مما عفا عنه"[46]،

یہ تفسیر بالحدیث کی مثال ہے[47]۔

- مصنفؒ جمہور مفسرین کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تفسیر القرآن بالقرآن اور تفسیر القرآن بالحدیث کے بعد قرآنی آیات کی تفسیر میں اگر اقوال صحابہ موجود ہوں، تو ان کے اقوال کو لیتے ہیں اور ان اقوال کے ذریعے آیات قرآنیہ کی تفسیر کرتے ہیں، مثلاً سورہ بقر کی آیت:177 کے تحت ایفائے عہد پر کلام کرنے کے بعد بدعہدی اور وعدہ خلافی پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھتے ہیں:

"وعدہ خلافی اور بدعہدی کو شریعت مطہرہ میں منافقین کی علامتوں میں سے ایک علامت قرار دیا گیا ہے، پھر حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت کو ذکر کیا ہے، جس میں منافق کی چار خصلتوں کا ذکر ہے"[48]۔

- اگر آیت کی تفسیر میں قول تابعی موجود ہو تو اس کو بھی ذکر کرتے ہیں، مثلاً سورہ لقمٰن کی آیت:6 کے ضمن میں عید، شادی، نکاح ،ولیمہ اور ختنہ وغیرہ خوشی کے اوقات میں دَف بجانے کا مسئلہ ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

دَف بجانا جائز ہے لیکن چند شرائط کے ساتھ "اس میں جھانج نہ ہوں، اور نہ ہی قواعد موسیقی کے مطابق بجایا جائے اور بجانے والی چھوٹی بچیاں ہوں، نہ کہ مرد ہوں اور نہ ہی عزت دار عورتیں، ورنہ یہ بھی حرام ہے" پھر اس حوالے سے ابن سیرینؒ کا یہ قول ذکر کیا ہے:

"أن عمر بن الخطاب كان إذا سمع صوتا، أو دفا، قال: ما هذا؟ فإن قالوا: عرس، أو ختان، صمت"[49]

"حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ جب کسی نغمہ یا دَف کی آواز سنتے تو پوچھتے یہ کیسی آواز ہے؟ جب آپ کو بتایا جاتا کہ شادی یا ختنہ کی تقریب ہے تو آپ خاموش ہو جاتے (ورنہ سزا دیتے)"[50]۔

- جب ائمہ مجتہدین کسی ایک بات پر متفق ہوں تو اس بات کا تذکرہ بھی کرتے ہیں کہ تمام ائمہ اس بات پر متفق ہیں، جیسا کہ سورہ بقرہ کی آیت:178 کی تفسیر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"اس بات پر سب علماء متفق ہیں کہ: غلام، آزاد کے بدلے اور عورت، مرد کے بدلے قتل ہو گی، اسی طرح آزاد، غلام کے بدلے، مسلمان، ذمی کے بدلے اور مرد، عورت کے بدلے قتل ہوں گے"[51]۔

- مصنفؒ کا مسئلہ کے استنباط میں طریقہ کار یہ ہے کہ وہ اکابر مفسرین کی آراء کو ضرور زیر قرطاس لاتے ہیں، مثلاً سورہ بقرہ کی آیت: 173 کے تحت ایک مسئلہ ذکر کرتے ہیں کہ:

"حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی کام نہ کرنا اور ہے اور آپ کا کسی کام سے منع فرمانا اور ہے، عدم فعل سے ممانعت ثابت نہیں ہوتی"

پھر اپنے قول کی تائید پر امام ابو بکر بن علی جصاصؒ کا قول ذکر کیا ہے کہ انہوں نے اپنی سند کے ساتھ حدیث ذکر کی ہے:

"أَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ سُئِلَ عَنْ الْجَرَادِ قَالَ أَكْثَرُ جُنُودِ اللَّهِ لَا آكُلُهُ وَلَا أُحَرِّمُهُ"[52]،

"کہ نبیؐ سے ٹڈی کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا: کہ اللہ تعالی کے بہت سے لشکر ایسے ہیں جنہیں نہ تو میں کھاتا ہوں اور نہ انہیں حرام قرار دیتا ہوں،"

پھر آگے ذکر کرتے ہیں کہ امام ابو بکر جصاصؒ اس سے یہ قانون اخذ کرتے ہیں کہ: جس چیز کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حرام قرار نہیں دیا وہ مباح ہے، اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا کسی چیز کو نہ کھانا یہ ممانعت کو مستلزم نہیں ہے، اس لئے کہ مباح چیز کو ترک کرنا یعنی نہ کھانا جائز ہے، لیکن یہ جائز نہیں کہ جو چیز حرام ہو اس کی حرمت بیان نہ کی جائے[53]۔

اسی طرح زکوۃ کی فرضیت کے سبب پر بات کرتے ہوئے لکھتے ہیں: کہ اس کا سبب مال ہے اور پھر اپنے قول کی تائید میں امام علاء الدین کاسانیؒ کا قول ذکر کیا ہے[54]، وہ ذکر کرتے ہیں: کہ زکوۃ کی فرضیت کا سبب مال ہے اور اس نعمت کے شکرانے کے طور پر زکوۃ فرض ہے[55]۔

اسی طرح امام ابن کثیرؒ، امام ابن العربیؒ، امام قرطبیؒ، امام خازنؒ، قاضی ثناء اللہ پانی پتی مظہریؒ، شہاب الدین آلوسیؒ، اور احمد الشہیر بملا جیونؒ وغیرہ کی تفاسیر سے استفادہ کرتے ہیں۔

- نحوی مباحث بھی ذکر کرتے ہیں، اور نحوی اقوال کو ان کے اصحاب کی طرف منسوب کرتے ہیں، مثلاً سورہ بقرہ کی آیت: 177 کے ضمن میں لفظ" صابرین "کے منصوب ہونے کا وجہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ امام ابو عبیدہؒ نے فرمایا ہے: کہ " الصابرین "اس لئے منصوب ہے کہ یہ "من آمن" پر عطف ہے، اور درمیان میں کلام طویل ہے، کلام طویل فاصل ہونے کی وجہ سے عرب منصوب پڑھتے ہیں، پھر آگے دوسرے نحوی امام کا قول نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں: کہ امام خلیلؒ کہتے ہیں: "الصابرین" مدح کی بنا پر منصوب ہے[56]۔
- فرق باطلہ پر رد بھی کرتے ہیں، مثلاً سورہ بقرہ کی آیت: 177 کے ضمن میں ذکر کرتے ہیں، کہ روافض جو یہ کہتے ہیں کہ:

"جس طرح انبیاء پر ایمان لانا فرض ہے اسی طرح ائمہ پر بھی ایمان لانا فرض ہے، ان کا یہ قول اس لئے باطل ہے، کہ آیت میں اس کا ذکر نہیں ہے"[57]۔

- استشہاد بالقرآن علی المعنی اللغوی یعنی لفظ کا لغوی معنی بیان کرنے کے بعد اگر وہ لفظ قرآن کریم میں دوسرے مقام پر اسی معنی میں مستعمل ہو تو اس کی نشاندہی کرتے ہیں، مثلاً سورہ بقرہ کی آیت: 178 کے تحت لفظ "قصاص" کا معنی بیان کیا ہے کہ اس کا معنی ہے: نقش قدم پر چلنا، پھر آگے لکھتے ہیں کہ قرآن کریم میں یہ معنی استعمال ہوا ہے، اور پھر سورہ کہف کی آیت: 64 اور سورہ قصص کی آیت: 11 کو لایا ہے، جن میں یہ لفظ مذکورہ معنی میں استعمال ہوا ہے[58]، اسی طرح اسی آیت کے ضمن میں لفظ " عفی " کا معنی بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: کہ اس کا ایک معنی "کثرت" ہے، اور پھر قرآن کریم سے استدلال کرتے ہوئے سورہ اعراف کی آیت: 95 کو ذکر کیا ہے جس میں ہے "حتی عفوا" یہاں تک کہ وہ بہت ہو گئے[59]۔
- استشہاد بالحدیث علی المعنی اللغوی یعنی لفظ کا لغوی معنی بیان کرنے کے بعد اگر وہ لفظ حدیث میں اسی معنی میں مستعمل ہو تو اس کی نشاندہی بھی کرتے ہیں، مثلاً سورہ بقرہ کی مذکورہ آیت: 178 کے ضمن میں جو لفظ " عفی " استعمال ہوا ہے اس کے بارے میں لکھتے ہیں: کہ اس کا ایک معنی "کثرت" ہے، اور پھر ایک حدیث ذکر کی ہے جس میں یہ لفظ اسی معنی میں مستعمل ہے، اور وہ حدیث یہ ہے:

"أعفوا اللحی"[60] "داڑھیوں کو بڑھاؤ"[61]

اسی طرح اس لفظ کا ایک اور معنی بیان کیا ہے اور وہ معنی ہے: طلب کرنا، او پھر حدیث کا حوالہ دیا ہے جس میں یہ لفظ اسی معنی میں مستعمل ہے وہ حدیث ہے:

"ما أكلت العافية، فهو له صدقة"[62]،

"یعنی رزق طلب کرنے والے پرندے جو فصل کھا جائیں وہ اس کے لئے صدقہ ہے"[63]۔

- چونکہ مصنف خود فقہ حنفی سے تعلق رکھتے ہیں لہذا مسائل بیان کرتے وقت فقہ حنفی کو سامنے رکھتے ہوئے مسائل بیان کرتے ہیں، جابجا اس کا تذکرہ موجود ہے، مثلاً سورہ بقرہ کی آیت: 178 ملاحظہ کیجئے[64]۔

نتائج البحث:

1. احکام القرآن کے موضوع پر سب سے پہلے مقاتل بن سلیمانؒ نے تصنیف کی، جس کا نام" تفسیر خمسمائة آیة من القرآن الکریم" رکھا گیا۔
2. مقاتل بن سلیمانؒ کے بعد یحییٰ بن آدم بن سلیمانؒ نے احکام القرآن کے موضوع پر تصنیف کی۔ بعد ازاں معروف فقہی مذاہب کے ائمہ اور ان کے تلامذہ نے بھی اس موضوع پر مستقل تصانیف لکھیں، جن میں سب سے نمایاں ابتدائی نام امام شافعیؒ کا ہے۔
3. برصغیر میں احکام القرآن کے موضوع پر عربی زبان میں لکھی جانے والی اولین تفاسیر میں "تفسیرات احمدیہ" کو نمایاں مقام حاصل ہے۔
4. اسی طرح اردو زبان میں احکام القرآن کے موضوع پر مستقل تصنیف پیش کرنے والوں میں مولانا اشرف علی تھانویؒ کا نام نمایاں ہے، جنہوں نے "احکام القرآن" کے نام سے اس موضوع پر اہم تفسیری کام انجام دیا۔
5. آیات احکام کی تعداد کے بارے میں مختلف اقوال پائے جاتے ہیں، تاہم راجح قول کے مطابق آیات احکام کی تعداد کو کسی متعین عدد تک محدود نہیں کیا جاسکتا، بلکہ ان کا دائرہ وسیع اور متعدد ہے۔
6. مولانا محمد جلال الدین قادریؒ نے اپنی تفسیر "احکام القرآن" میں قرآن مجید کی ہر آیت کی تفسیر کرنے کے بجائے بالخصوص ان آیات کی تشریح کی ہے جن سے فقہی اور شرعی احکام مستنبط ہوتے ہیں۔
7. مصنفؒ نے اپنی تفسیر میں "حل لغات" کے عنوان سے سابقہ مفسرین کے تفسیری منہج کی پیروی کرتے ہوئے مشکل الفاظ اور کلمات کے لغوی معانی بیان کیے ہیں۔ یہ طرز بیان عربی زبان میں لکھی جانے والی متعدد تفاسیر احکام میں بھی نمایاں طور پر پایا جاتا ہے۔
8. مصنفؒ نے قرآنی آیات کی تفسیر میں تفسیر القرآن بالقرآن، تفسیر القرآن بالحدیث، تفسیر القرآن بأقوال الصحابہ اور تفسیر القرآن بأقوال التابعین سے بھرپور استفادہ کیا ہے اور اس منہج کو بڑی حد تک ملحوظ رکھا ہے۔
9. مصنفؒ نے فقہی احکام کی توضیح و تشریح کے ساتھ ساتھ بعض مقامات پر فرق باطلہ اور ان کے افکار و نظریات کا علمی رد بھی کیا ہے۔
10. مصنفؒ نے استشہاد بالقرآن علی المعنی اللغوی کے منہج کو بھی اختیار کیا ہے؛ یعنی کسی لفظ کا لغوی معنی بیان کرنے کے بعد اگر وہ لفظ قرآن کریم میں کسی دوسرے مقام پر اسی معنی میں استعمال ہوا ہے تو بطور استشہاد اسے بھی ذکر کیا ہے۔

11. اسی طرح مصنفؒ نے استشہاد بالحدیث علی المعنی اللغوی سے بھی استفادہ کیا ہے؛ یعنی کسی لفظ کے لغوی معنی کی وضاحت کے بعد اگر وہ لفظ کسی حدیث نبوی ﷺ میں اسی معنی میں استعمال ہوا ہے تو اسے بطور تائید واستشہاد پیش کیا ہے۔

12. چونکہ مولانا محمد جلال الدین قادریؒ فقہ حنفی سے تعلق رکھتے ہیں، اس لیے انہوں نے اپنی تفسیر میں فقہی مسائل کو بالعموم فقہ حنفی کے اصول و آرا کی روشنی میں بیان کیا ہے۔

حوالہ جات

[1] ہراسی، علی بن محمد بن علی، م:504ھ، احکام القرآن، محقق: موسی محمد علی، دار الکتب العلمیہ، بیروت، ط:1405، 2ھ، ص:1

[2] در: محمد سید حسین ذہبی، م:1398ھ، التفسیر والمفسرون، مکتبہ وہبہ، قاہرہ، ج:2، ص319

[3] الداوودی، محمد بن علی بن احمد، م:945ھ، طبقات المفسرین للداوودی، دار الکتب العلمیہ-بیروت، ج:2، ص:262

[4] امام شافعیؒ کی یہ تفسیر بیہقی، ابو بکر احمد بن حسین بن علی بن موسی خسروجردی (م:458ھ) نے جمع کی ہے، اور یہ مکتبہ خانجی-قاہرہ سے طبع دوم کے ساتھ 1414ھ-1994م میں دو جلدوں میں شائع ہوئی ہے۔

[5] آپ کا پورا نام قاضی ابو اسحاق اسماعیل بن اسحاق بن اسماعیل بن حماد بن زید ازدی بصری، مالکی جھضمی ہے، (م:282ھ)، اس تفسیر کی تحقیق عامر حسن صبری نے کی ہے، اور یہ دار ابن حزم-بیروت سے طبع اول 1426ھ، میں شائع ہوئی ہے۔

[6] آپ کا پورا نام ابو جعفر احمد بن محمد بن سلامہ بن عبد الملک بن سلمہ ازدی حجری مصری ہے (م:321ھ)، طحاوی کے نام سے مشہور ہے، اس تفسیر کی تحقیق در: سعد الدین اونال نے کی ہے، اور یہ مرکز بحوث اسلامیہ استنبول ترکی سے 1416ھ-1995م میں جلد اول کیساتھ جبکہ 1418ھ، جلد دوم کیساتھ شائع ہوئی ہے۔

[7] آپ کا پورا نام احمد بن علی ابو بکر رازی جصاص حنفی ہے (م:370ھ)، اس تفسیر کی تحقیق عبد السلام محمد علی شاہین نے کی ہے، اور یہ دار الکتب العلمیہ بیروت-لبنان سے 1415ھ میں تین جلدوں کیساتھ شائع ہوئی ہے۔

[8] آپ کا پورا نام ابو حسن علی بن محمد بن علی ہے (م:504ھ)، لقب عماد الدین ہے، الہراسی کے نام سے مشہور ہے، اس تفسیر کی تحقیق موسی محمد علی اور عزہ عبد عطیہ نے کی ہے، اور یہ دار الکتب العلمیہ-بیروت سے طبع دوم کے ساتھ 1405ھ میں شائع ہوئی ہے۔

[9] آپ کا پورا نام ابو بکر قاضی محمد بن عبد اللہ مالکی ہے (م:543ھ)، ابن العربی کے نام سے مشہور ہے، اس تفسیر کی احادیث کی تخریج اور تعلیق پر محمد عبد القادر عطا نے کام کیا ہے، اور یہ دار الکتب العلمیہ، بیروت-لبنان سے طبع سوم کے ساتھ چار جلدوں میں 1424ھ-2003م میں شائع ہوئی ہے۔

[10] یہ احمد بن ابو سعید صالحی کی تفسیر ہے ملاجیون کے نام سے شہور ہے، اس میں انہوں نے پانچ سو آیات قرآنیہ کی تفسیر کی ہے، اور یہ تفسیر فقہ حنفی پر مشتمل ہے۔

[11] یہ سید صدیق حسن خان کی لکھی ہوئی تفسیر ہے، اس میں انہوں نے محدثین فقہاء کے مذہب پر گفتگو کی ہے۔

[12] یہ سید علی بن دلندار علی مجتہد شیعی کی تفسیر ہے، اور یہ شیعہ مذہب پر لکھی گئی ہے۔

[13] یہ شیخ ناصر یحیی عباسی الہ آبادی کی تفسیر ہے۔

[14] یہ سید انور علی کی تفسیر ہے۔

[15] یہ مفتی محمد قلی شیعی کی تفسیر ہے۔

[16] عبد الحی الحسینی، الثقافۃ الاسلامیہ فی الہند، مطبوعات مجمع اللغۃ العربیہ-دمشق، 4103ھ-1983، ص:172

[17] یہ مولانا اشرف علی تھانویؒ کی تفسیر ہے۔

[18] یہ شیخ عبد العلی نگرامی کی تفسیر ہے۔(الثقافۃ الاسلامیہ فی الہند، ص:172)۔

[19] یہ مولانا محمد جلال الدین قادری کی تفسیر ہے جو سات جلدوں پر مشتمل ہے۔

[20] مولانا بشیر قادری کی تفسیر ہے جو 48 صفحات پر مشتمل ہے۔

[21] زرکشی، ابو عبد اللہ بدر الدین محمد بن عبد اللہ (م:794ھ)، البرہان فی علوم القرآن، محقق: محمد ابو فضل ابراہیم، دار احیاء الکتب العربیہ، ط:1، 1376ھ، ج:2، ص:3

[22] جلال الدین سیوطی، عبد الرحمن بن ابو بکر (م:911ھ)، الاتقان فی علوم القرآن، محقق: محمد ابو فضل ابراہیم، الہیئۃ المصریہ العامہ للکتاب، 1394ھ، ج:4، ص:40

[23] نجم الدین طوفی، سلیمان بن عبد القوی (م:716ھ)، شرح مختصر الروضہ، محقق: عبد اللہ بن عبد المحسن الترکی، مؤسسۃ الرسالہ، ط:1، 1407ھ، ج:3، ص:577، 578

[24] البرہان فی علوم القرآن، ج:2، ص:3-5

[25] القرآن، المومنون:23، آیات:5، 6، 7

[26] القرآن، الاحقاف:46، آیت:15

[27] القرآن، لقمٰن:31، آیت:14

[28] البرہان فی علوم القرآن، ج:2، ص:3-5

[29] https://www.ziaetaiba.com/ur/scholar/hazrat-molana-muhammad-jalaluddin-qadri-rizvi

[30] Ibid

[31] Ibid

[32] Ibid

[33] Ibid

[34] مولانا محمد جلال الدین قادری، احکام القرآن، ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور-کراچی-پاکستان، ج:1، ص:19

[35] ایضًا، ج:1، ص:19

[36] ایضًا، ج:1، ص:24

[37] ایضًا، ج:1، ص:24، 39/ ج:7، ص:74

[38] ایضًا، ج:1، ص:19

[39] ایضًا، ج:2، ص:13، 547

[40] ایضًا، ج:1، ص:559

[41] ایضًا، ج:1، ص:88

[42] ایضًا، ج:7، ص:77

[43] ایضًا، ج:2، ص:545

[44] ایضًا،ج:1،ص:536

[45] ایضًا،ج:1،ص:21،20

[46] ابو عیسی، محمد بن عیسی بن سورہ ترمذی(م:279ھ)، سنن ترمذی، ابواب اللباس عن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، باب ماجاء فی لبس الفراء، رقم الحدیث:1726، دار الغرب الاسلامی–بیروت،1998م،ج:3،ص:272

[47] احکام القرآن،ج:1،ص:21

[48] ایضًا،ج:1،ص:137

[49] بغوی، حسین بن مسعود بن بغوی(م:516ھ)، شرح السنہ، کتاب النکاح، باب اعلان النکاح بضرب الدف، رقم الحدیث: 2267، المکتب الاسلامی – دمشق، بیروت، ط:2، 1403ھ،:ج:9،ص:48،49

[50] احکام القرآن،ج:7،ص:557

[51] ایضًا،ج:1،ص:148

[52] جصاص، احمد بن علی ابو بکر رازی حنفی(م:370ھ)، احکام القرآن، محقق: محمد صادق قمحاوی، دار احیاء التراث العربی–بیروت،1405ھ،ج:1،ص:136

[53] احکام القرآن،ج:1،ص:110

[54] ایضًا،ج:1،ص:130

[55] علاء الدین، ابو بکر بن مسعود بن احمد کاسانی حنفی(م:587ھ)، بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع، دار الکتب العلمیہ، ط:1406،2ھ،ج:2،ص:4

[56] احکام القرآن،ج:1،ص:121

[57] ایضًا،ج:1،ص:127

[58] ایضًا،ج:1،ص:142

[59] ایضًا،ج:1،ص:144

[60] بخاری، محمد بن اسماعیل، صحیح بخاری، کتاب اللباس، باب اعفاء اللحی، رقم الحدیث:5893، دار طوق النجاۃ، ط:1، 1422ھ،:ج:7،ص:160

[61] احکام القرآن،ج:1،ص:144

[62] ابن حبان، محمد بن حبان تمیمی،(م:354ھ)، الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان، کتاب احیاء الموات، باب ذکر کتبۃ اللہ جل وعلا الاجر لمحیی الموات من ارض اللہ جل وعلا، رقم الحدیث:5202، مؤسسۃ الرسالہ، بیروت، ط:1، 1408ھ، ج:11، ص:613

[63] احکام القرآن،ج:1،ص:145

[64] ایضًا